سوال: اقبال کے کلام کی فنی خوبیوں، اسلوب اور زبان و بیان پر روشنی ڈالیں۔

جواب: اقبال اپنے مخصوص اسلوب، فن اور انداز کی بناء پر منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری میں وہ تمام رنگ ہیں جو ایک عظیم شاعر کے ہاں موجود ہوتے ہیں۔

نظم "طلوعِ اسلام" اس حوالے سے ایک شاہکار نظم ہے۔ اقبال کی شاعری میں غنائیت اور ردھم کمال درجہ موجود ہے۔ صوتیات کے حوالے سے اقبال کے شعر سماعت پر نہایت اثر پیدا کرتے ہیں۔ قاری اور سامع اس شعریت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنگ تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا گیا دورِ گراں خوابی

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

اقبال کو ترکیبات و مرکبات کا استعمال بڑا محبوب ہے۔ ان الفاظ و تراکیب کی خاص بندش سے بھی اقبال غنائیت کا پہلو پیدا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے اقبال نے نئے نئے تجربات کئے۔

دلیلِ صبحِ روشن: دورِ گراں خوابی، عرقِ مردۂ مشرق، تقدیرِ سیمابی، ضمیرِ لالہ، شہیدِ جستجو وغیرہ مرکبات اقبال کے فن کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اقبال کے کلام میں فارسیّت اور عربی کا استعمال کثرت سے موجود ہے۔ موجودہ زمانے کے اعتبار سے تو آج کا قاری بسا اوقات ایسے کلام کو مبہم اور مشکل تصور کرتا ہے لیکن اقبال کی شعریت اور شاعرانہ اُونچ کی بلندی میں ان کا نمایاں کردار ہے۔ بہر صورت غالب کی طرح اقبال کے ہاں بھی مشکل پسندی ایک لازمی خوبی ہے۔

چہ باید مرد را طبع بلندے، مشرب نابے
دل گرمے، نگاہِ پاک بینے ، جانِ بے تابے

تلمیح کا استعمال بھی اقبال کے ہاں اپنے افکار کے استدلال کیلئے خوب موجود ہے۔ سینا و فارابی، طوفانِ مغرب کا ذکر، مشکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطق، اعرابی اور براہیمی نظر ان تلمیحات کی مثالیں ہیں۔ یوں مثالوں، حالات و واقعات کے بیان اور حوالوں سے اقبال اپنے کلام کے اثر کو دوبالا کرتے ہیں۔ کئی مصرعے اور اشعار اسی لئے ضرب الامثال کی حیثیت اختیار کر گئے۔

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اقبال کے شاعرانہ انداز میں خاص پُرجوش آہنگ اور پیرایہ موجود ہے۔ الفاظ کی مناسبت سے بھی یہ پُرجوش آہنگ بخوبی جنم لیتا ہے۔

سوال: اقبالؔ نے اپنی شاعری میں تلمیحات ، استعاروں اور علامتوں کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔ وضاحت کریں۔

جواب:اقبال کی شاعری کا خاص پہلو یہ ہے کہ جب وہ اسلام کے عروج وزوال کا ذکر کرتے ہیں تو اس حوالے سے تاریخ میں سے خاص مثالیں اور حوالے اپنی شاعری میں پیش کرتے ہیں۔ماضی سے اس طرح حوالے پیش کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔ یوں اقبال کا مقصد نہ صرف واضح ہوتا ہے بلکہ استدلال بھی ہو جاتا ہے۔ طلوع اسلام کا جب ہم اس حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ جیسے سیناو فارابی، شکوہ ترکمانی، نطقِ اعرابی، براہیمی نظر وغیرہ۔ان تلمیحات کو اقبال نے بڑی خوبصورتی سے برتا ہے۔ جب ہم براہیم نظر پر غور کرتے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کا سارا واقعہ ہماری آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور ساتھ ہی ہمیں نمرود کی جلائی ہوئی آگ دکھائی دینے لگتی ہے جو ابراہیمؑ کے جسم کیلیے مہکتا ہوا گلزار بن جاتی ہے۔

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونا والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نطقِ اعرابی

اسی طرح اقبال نے مختلف حالات وواقعات کے مطابق اپنی بات کو واضح کرنے کیلیے استعاروں اور علامتوں کو استعمال کیا ہے۔اس نظام کا پہلا شعر ہی ان خوبیوں سے مالامال ہے۔

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

اس شعر میں صبح روشن، ستاروں کی تنک تابی اور آفتاب، ان خوبیوں کی خوبصورت مثالیں ہیں۔اسی طرح، گوہر، بلبل، غنچے، پارااور ضمیر لالہ اپنے اندر استعاراتی اور علامتی مفہوم سمیٹے ہوئے ہیں۔

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل

مزید اس کی مثال کیلئے یہ شعر بھی دیکھئے۔

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہید جستجو کردے

قوم میں ذہین اور نمایاں افراد موجود ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اسی طرح باغ میں لالہ کا پھول دوسرے پھولوں سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ یوں اقبال نے بڑی خوبصورتی سے لالہ کے لفظ کو بطور علامت استعمال کیا ہے۔ اسی طرح کا ایک علامتی انداز درج ذیل شعر میں بھی موجود ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرّے کا دل چیریں